

۱۷ جُمادَی الاُخریٰ ۱۴۴۶ھ /20 دسمبر 2024ء

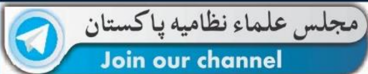
افضلیتِ یارِ غار و مزار

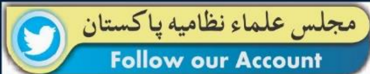
بزبانِ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہما

(مع مدارِس بِل پر حکومتی ہَلبَل)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com









بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ ۔[الفاطر 32:35]

"فضیلت" وبزرگی کا معیار خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا قُرب ہے۔ مالکِ کریم جس پر رحمت فرماتے ہوئے اُسے اپنے قُرب سے نواز دے وہ فضیلت وبڑائی والا ہے... اور جسے اپنے اعمال کی وجہ سے ربّ تعالیٰ کا قُرب نہ مل سکے وہ فضیلت وبرتری سے محروم ہے۔

"قربِ الہٰی" سے "مکانی قرب" (جگہ قریب ہونا) مراد نہیں؛ کیونکہ ربّ تعالیٰ مکان سے پاک ہے، بلکہ "قُرب سے نوازنے" کا مفہوم یہ ہے کہ باری تعالیٰ بندے کو اپنی معرفت عطا فرماتا ہے، اُس پر لُطف وکرم کرتا ہے اور اُس سے راضی ہو جاتا ہے۔

پوری مخلوق میں ربّ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قُرب ہمارے آقا کریم ﷺ کو حاصل ہے، چنانچہ آپ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ لطف یہ کہ فقط خود ہی افضل نہیں، بلکہ آپ کے ساتھ نسبت والی چیزیں بھی مثالی فضیلت رکھتی ہیں۔ آپ پر نازل ہونے والی کتاب تمام کتابوں سے افضل (اُس کی تلاوت پر ثواب تمام آسمانی کتابوں سے زیادہ ملتا ہے)... آپ کے جسمِ اقدس کو چھونے والا زمین کا حصہ تمام روئے زمین، بلکہ عرشِ بریں سے بھی افضل... آپ کی شریعت تمام شریعتوں سے اعلیٰ... اور آپ کی اُمّت تمام اُمّتوں سے برتر۔

گویا مخلوق کی "فضیلت" و "فوقیت" افضل الخلق ﷺ کے قدموں سے وابستہ ہے، آپ ﷺ کے ساتھ نسبت جس قدر پختہ ہوتی جائے فضیلت ورُتبہ بھی اُسی قدر بڑھتا جاتا ہے۔

قرآن وسنت اور سیرتِ طیّبہ کا علم رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ انسانوں میں جس شخصیت کو رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ پختہ تعلق اور نہایت قُرب حاصل تھا وہ یارِ غار ومزار، خلیفۃ الرسول، سیدنا ابو بکر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں... آپ نے سولہ برس کی عمر میں امام الانبیاء ﷺ کے قدمِ اقدس تھامے، پھر ہر آنے والے دن میں یہ تعلّق پختہ سے پختہ تر ہوتا گیا... اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں... روزِ قیامت آقا کریم ﷺ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اپنی اپنی مبارک قبروں سے اُٹھیں گے... اور سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہتے ہوئے خلدِ بریں میں داخل ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:28، ص:457، بتغییر یسیر) چنانچہ اہلِ سنّت وجماعت کا ہمیشہ سے اجماع رہا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے افضل اور بڑے درجہ والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

فضیلت والوں کے مقام ومرتبہ کی صحیح پہچان اُنھیں ہی ہوتی ہے جو خود فضیلت والے ہیں، دُنیادار تو بہت مرتبہ مقبولانِ بارگاہ کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں... مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بہت اُونچا مقام نصیب ہوا۔ آپ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت ودرجہ کو خوب جانتے... اور صرف جانتے ہی نہیں، بلکہ بہت اچھے طریقے سے بیان بھی فرماتے۔

بعض نالائق لوگ محبتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آڑ میں افضلیتِ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انکار کر بیٹھتے ہیں، بلکہ کئی بدنصیب تو توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں مقامِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے متعلق ارشاداتِ مولَی المسلمین کا تذکرہ ہوگا، ان شاء اللہ۔

عقیدۂ اہلِ سنّت میں ترتیبِ افضلیت

قرآنِ مجید اور احادیثِ طیبہ میں خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد اُمّت فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور لوگ نئے نئے عقائد اختیار کر لیں گے۔ اِس صورتِ حال میں صحیح عقیدہ پر استقامت اور حق کی پہچان کے لیے حکم دیا گیا کہ اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت عقائد کے حوالے سے ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اکثریت کے نظریات اختیار کریں اور فرقوں سے بچیں۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ ہر دَور میں اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت "اہلِ سنت و جماعت" ہی رہی... اور رہے گی۔

اہلِ سنت و جماعت کا ہمیشہ سے اِس بات پر اتفاق و اجماع رہا ہے کہ:

- پوری مخلوق میں سب سے زیادہ قُرب و فضیلت اور عزت و وجاہت ہمارے آقا کریم ﷺ کو عطا ہوئی ہے۔ آپ کے فضائل کو شمار کرنا اور آپ کی تعریف و توصیف کا حق ادا کرنا مخلوق کے بس میں ہے ہی نہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کے بعد دیگر انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات کی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔ کسی بھی غیرِ نبی کو نبی سے افضل سمجھنے والا بدنصیب کافر ہے۔
- انبیائے کرام کے بعد مقرب فرشتے عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات سب سے زیادہ معزّز ہیں، مثلاً سیدنا جبرائیل، سیدنا میکائیل، سیدنا اسرافیل، سیدنا عزرائیل اور ساداتنا حاملانِ عرش (عرشِ الٰہی کو اُٹھانے والے فرشتے) عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات۔ کوئی بھی غیرِ نبی اِن کی بلند شان تک نہیں پہنچ سکتا۔
- اِن کے بعد بارگاہِ الٰہی میں سب سے بڑا رُتبہ سرورِ عالم ﷺ کے خلفائے راشدین علیہم الرضوان کو ترتیبِ خلافت کے مطابق حاصل ہے۔ یعنی انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات کے بعد انسانوں میں سب سے اُونچا مقام خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا، پھر خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا، پھر خلیفۂ رابع سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا۔ اِن کے بعد عَشَرۂ مُبَشَّرہ میں بقیہ صحابۂ کرام، حضراتِ حَسَنَیْنِ کریمین، اہلِ بدر، اہلِ اُحد اور اہلِ بیعتِ رِضوان اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اِن سب سے جنت کا وعدہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ "اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرو گے۔" [الحدید 10:57]
- اِن کے بعد دیگر صالحین و متقین افضل ہیں، پھر عام فرشتے عام مسلمانوں سے زیادہ عزت و فضیلت رکھتے ہیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: اعتقاد الأحباب فی الجمیل والمصطفٰی والآل والأصحاب. فتاوٰی رضویہ، ج:29، ص:339 تا 390، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ مطلع القمرین فی إبانة سبقة العمرین۔ نیز دیکھیے تبیان القرآن، زیرِ آیتِ البینۃ 7:98)

قرآنِ کریم میں افضلیتِ یارِ غار بتفسیرِ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہما

علمائے کرام نے لکھا کہ قرآنِ حکیم کی متعدد آیاتِ کریمہ اِس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اکرم کے وزیرِ اعظم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُتبہ انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے بعد تمام انسانوں سے اُونچا ہے۔

ایک آیتِ کریمہ میں ارشادِ ربّانی ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۔ "پھر ہم نے اپنے چُنے ہوئے بندوں کو کتاب کا وارث بنایا، تو اُن میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور ان میں کوئی درمیانہ راستہ اختیار کرنے والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں آگے بڑھنے والا ہے، یہی بڑی فضیلت ہے۔"[الفاطر 32:35]

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ علیٰ نبیہا الصلوۃ والسلام میں شامل افراد کے تین درجے بیان فرمائے:

1) وہ جو نافرمانی اور گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔
2) وہ جو درمیانہ راستہ اختیار کرتے ہیں، کہ اُن سے گناہ ہو جاتے ہیں، مگر نیکیوں کا ایک بڑا ذخیرہ بھی اُن کے پاس موجود ہوتا ہے۔
3) وہ جو اعلیٰ درجہ کے فرماں بردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے بھلائیوں میں آگے نکلنے والے ہیں۔

بھلائیوں میں آگے نکلنے والوں سے متعلق فرمایا کہ اِنھیں بارگاہِ الٰہی میں "بڑی فضیلت" اور عظیم بزرگی حاصل ہے۔

ظاہر ہے کہ تمام صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم تیسرے درجے میں ہیں، سبھی نیکیوں میں سبقت والے، "بڑی فضیلت" والے ہیں اور باقی تمام اُمّت سے افضل ہیں۔ اب جو شخصیت صحابہ میں سب سے آگے ہوگی وہی تمام صحابہ اور پوری اُمّت سے افضل ہوگی۔ صحابہ میں پہلا نمبر کس کا ہے؟ اِس حوالے سے تمام صحابہ کا ایک شخصیت پر اتفاق ہے کہ وہ "سَبَّاق بالخیر" (بھلائی میں سب سے آگے) ہے۔[1] سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ نے بھی اُسی ہستی کا ذکر فرمایا۔ حضرت صِلہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر ہوتا تو آپ فرماتے: السَّبَّاقَ تَذْكُرُوْنَ، السَّبَّاقَ تَذْكُرُوْنَ۔ یعنی تم بھلائیوں میں بہت آگے نکل جانے والے کا تذکرہ کر رہے ہو! اُس ہستی کو یاد کر رہے ہو جو خیر میں نہایت سبقت والی ہے! پھر فرماتے: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اسْتَبَقْنَا إِلٰى خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقَنَا إِلَيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ ۔ اُس ربّ کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں علی کی جان ہے! جب بھی ہم نے خیر کی طرف پہل کی کوشش کی تو ہمیشہ پہلا نمبر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ہوتا تھا۔ (المعجم الاوسط، ج:7، ص:164، رقم:7168[2])

قرآن نے اعلان فرمایا کہ نیکیوں میں سابق بڑی فضیلت و برتری والا ہے اور مولَی المسلمین نے بتا دیا کہ ابو بکر ہی سبّاق ہیں رضی اللہ عنہما۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے تصنیفِ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ مَطْلَعُ الْقَمَرَيْنِ فِيْ إِبَانَةِ سُبْقَةِ الْعُمَرَيْن، فصل ثانی، آیتِ ثانیہ، ص:174 تا 178، مکتبہ بہارِ شریعت

[2] وَثَّقَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالَهٗ في "مجمع الزوائد" [تحت الحديث:14332] سوى أحمد الحراني، وذكره ابن حبان في "الثقات".

سبقتِ اسلامِ یارِ غار بزبانِ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہما

امام المشاہدین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام الواصلین سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ... دونوں ایسے پاکیزہ وطاہر ہیں کہ ایک لمحہ بھی اُن کا دامن شرک وکفر کی نجاست سے آلودہ نہیں ہوا... دونوں عالَمِ ارواح سے ہمیشہ تک کے لیے مسلمان اور توحید پرست ہیں۔ عالَمِ ذُریّت سے ولادت تک اِس لیے مسلمان تھے کہ ربّ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدم سے اپنے ربّ ہونے کا وعدہ لیا تو اُنھوں نے بھی اقرار کیا، اِس "میثاق" کا ذکر قرآنِ حکیم میں ہے... پھر اِسی "فطرت" پر ولادت ہوئی تو پیدائشی اسلام کا شرف مل گیا... بعد ازاں سرکارِ دوعالَم ﷺ کے اعلانِ نبوّت تک دونوں "توحید" پر قائم رہے اور کبھی بھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کی... اور اعلانِ نبوّت کے بعد کا اسلام تو ہر شخص کو معلوم ہے۔

"میثاقی" اور "فطری" اسلام کی فضیلت دونوں بزرگوں کے لیے یکساں ہے، جب کہ پیدائش کے بعد سے اعلانِ نبوّت تک اور اُس کے بعد سے وصال تک کے اسلام میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ارفع واعلیٰ ہے:

- "توحیدی اسلام" میں برتری اِس طرح کہ سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پائی... آپ ہی کی باتیں سنیں اور آپ ہی کی مبارک عادتیں سیکھیں... ابھی فقط آٹھ دس سال کے قریب عمر تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلانِ نبوّت فرمایا اور اُنھوں نے فوری طور پر اسلام قبول کرلیا... شرک وکفر کی نحوست اُن کے قریب ہی نہیں آئی۔ اِس کے برعکس حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً چالیس سال تک دورِ جاہلیت کو دیکھا... بچپن کی کچی سمجھ بوجھ میں پکّے مشرکوں کے درمیان توحید پر قائم رہے اور بُت پرستی کی پُرزور دعوت پر اُس سے صاف انکار کردیا، یہ اُنہی کا خاصہ ہے۔
- پھر اعلانِ نبوّت کے بعد مولَی المسلمین کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے بچپن کی وجہ سے کچھ دنوں تک اپنے اسلام کو مخفی رکھا، جب کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی سخت مشکل حالات میں سب کے سامنے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔

چنانچہ یارِ غار ومزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِس سبقت وفضیلت کو بھی حیدرِ کرّار کرّم اللہ وجہہٗ الکریم نے اپنی زبانِ مبارک سے بیان فرمایا۔ (اِس عنوان پر مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی رضویہ، ج:28، ص:458 تا 463، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ)

سیدنا عبد اللہ بن عمر اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کے مطابق جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ایک بے حیا آکر کہنے لگا: حیرت ہے کہ مہاجرین وانصار نے آپ کی موجودگی میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کیسے خلیفہ بنادیا، حالانکہ آپ کی فضیلتیں بھی زیادہ ہیں اور آپ کو سبقت بھی پہلے سے حاصل ہے![1] آپ نے اُسے دھمکی آمیز سخت ڈانٹ پلائی اور سبقتِ یارِ غار ومزار بیان کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ تَخَطَّاكَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَأَنْتَ أَكْرَمُ مَنْقَبَةً وَأَقْدَمُ سَابِقَةً. (فضائل الصدیق)

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ سَبَقَنِيْ إِلَى أَرْبَعٍ لَمْ آتِهِنَّ وَلَمْ أَعْتَضْ مِنْهُمْ: مُرَافَقَةُ الْغَارِ وَتَقَدُّمُ الْهِجْرَةِ وَأَنِّيْ آمَنْتُ صَغِيْرًا وَآمَنَ كَبِيْرًا وَإِمَامٌ[1] الصَّلَاةِ۔[2] مفہوم یہ کہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ایسی باتوں میں سبقت و فضیلت حاصل ہے جو مجھے نصیب نہیں ہوئیں اور نہ ہی میرے پاس اُن فضیلتوں کا کوئی متبادل ہے:

1) وہ یارِ غار ہیں (جب کہ مجھے سفرِ ہجرت میں رسول اللہ ﷺ کی سنگت نہیں ملی)۔

2) اُنھوں نے مجھ سے پہلے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی ہے۔

3) اُنھوں نے بڑی عمر میں اسلام قبول کیا، جب کہ مَیں بچپن میں ہی مسلمان ہو گیا (چنانچہ اُنھوں نے اسلام قبول کرتے ہی اُس کا اعلان کیا، جب کہ مَیں نے بچپن کی وجہ سے اُسے کچھ دن چھپائے رکھا تھا... نیز شرک میرے قریب ہی نہیں آیا، جب کہ وہ ڈھیٹ مشرکوں میں چالیس سال رہ کر بھی پکّے توحید پرست تھے)۔

4) (وصالِ اقدس سے پہلے میری موجودگی میں) امام الانبیا ﷺ نے نماز کے لیے اُنھیں مصلائے امامت پر کھڑا کیا تھا۔

(فضائل أبي بكر الصديق للعشاری، ص:24، رقم:5، دار الصحابہ۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:30، ص:291۔ کنز العمال، رقم:36150)

دخولِ جنت میں سبقتِ یارِ غار بزبانِ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہما

حیدرِ کرّار جہاں یہ بتاتے تھے کہ یارِ غار کا دُنیا میں پہلا نمبر ہے، وہاں یہ بھی فرماتے تھے کہ جنت میں بھی اُن کا پہلا ہی نمبر ہو گا۔

حضرت عبدِ خیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں: مَیں نے حیدرِ کرّار کرّم اللہ وجہہٗ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام) کے بعد جنت میں سب سے پہلے کون جائے گا؟ آپ نے فرمایا: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ یعنی نبیوں کے بعد جنت میں سب سے پہلے اُنھی دونوں حضرات کا داخلہ ہو گا جنھیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سُلایا ہوا ہے۔

عبدِ خیر کہتے ہیں: مَیں نے پوچھا: وہ آپ سے بھی پہلے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا: إِيْ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُمَا لَيَأْكُلَانِ مِنْ ثِمَارِهَا وَيَتَّكِئَانِ عَلَى فُرُشِهَا۔[3] یعنی جی ہاں! اُس ربّ کی قسم جس نے بیج کو چیر کر درخت اُگایا اور اپنی قدرت سے انسان کو صورت بخشی! بلاشبہ وہ مجھ سے پہلے جنّت میں تشریف لے جائیں گے، اُس کے پھلوں میں سے کھائیں گے اور اُس کی عالی شان مَسندوں پر آرام فرمائیں گے۔

---

[1] ورواه السيوطيّ بلفظ: سَبَقَنِيْ إِلَى الْإِمَامَةِ... (جامع الأحاديث، رقم: 33887)

[2] وفي رواية: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ سَبَقَنِيْ إِلَى أَرْبَعٍ لَمْ أُوْتَهُنَّ: سَبَقَنِيْ إِلَى إِفْشَاءِ الْإِسْلَامِ وَقِدَمِ الْهِجْرَةِ وَمُصَاحَبَتِهِ فِي الْغَارِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِالشِّعْبِ يُظْهِرُ إِسْلَامَهُ وَأُخْفِيْهِ۔ (المواهب اللدنية، ج:1، ص:133، المكتبة التوقيفية)

[3] وفي رواية: نَعَمْ! وَيَشْبَعَانِ مِنْ ثِمَارِهَا وَأَنَا مَوْقُوْفٌ مَغْمُوْمٌ مَهْمُوْمٌ بِالْحِسَابِ۔ (تاريخ مدينة دمشق: 159/44۔ كنز العمال: 36100)

جنت میں سیادتِ یارِ غار بزبانِ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہما

ارشادِ نبوی کے مطابق سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہلِ جنت کے سردار ہوں گے۔ لُطف کی بات یہ کہ اِس حدیث کو خود جناب حیدرِ کرّار کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بھی روایت کیا ہے۔

سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ نے فرمایا: مَیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ تھا کہ صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، يَا عَلِيُّ! لَا تُخْبِرْهُمَا۔ "یہ دونوں انبیاء و مُرسلین کے علاوہ، اوّلین و آخرین میں پختہ عمر (میں وفات پانے والے) جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی! تم اُنھیں نہ بتانا۔" (جامع ترمذی، حدیث: 3665)

اہلِ جنت کی عمریں 30 یا 33 سال ہوں گی اور ہمیشہ یہی عمر رہے گی۔[1] حدیثِ پاک سے مراد یہ ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے علاوہ دنیا میں جن مسلمانوں نے اُدھیڑ عمر کو پہنچ کر وفات پائی ہو گی، صدّیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن سب کے سردار ہیں۔ اے علی! مجھ سے پہلے تم اُنھیں نہ بتانا؛ تاکہ مَیں خود اُنھیں خوش خبری دوں اور اُنھیں زیادہ خوشی ہو۔[2]

شہزادۂ والا شان کے سامنے افضلیتِ یارِ غار رضی اللہ عنہ کا اِظہار

مولَی المسلمین خلیفۂ رابع سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے خاتونِ جنت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد کئی شادیاں کیں، اُن میں سے ایک شہزادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما نے ایک دن اپنے والدِ گرامی حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سب سے بہتر و افضل آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: «أَبُوْ بَكْرٍ۔» یعنی انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات کے بعد تمام انسانوں میں سب سے پہلا نمبر سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ شہزادۂ والا شان نے پوچھا: اِن کے بعد کس کا رتبہ ہے؟ فرمایا: «ثُمَّ عُمَرُ۔» یعنی دوسرا نمبر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔ شہزادۂ والا شان نے کہا: اِن کے بعد تو آپ ہی کا رتبہ ہے نا؟ آپ نے عاجزی کرتے ہوئے فرمایا: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ یعنی مَیں تو ایک عام مسلمان ہوں۔

(صحیح بخاری، حدیث: 3671۔ سنن ابو داوٗد، حدیث: 4629)

---

[1] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً۔ "جنتی اس حالت میں جنت میں داخل ہوں گے کہ (سر کے بالوں، پلکوں اور بھوؤں کے علاوہ) ان کے جسم اور چہروں پر بال نہیں ہوں گے، سرمہ لگا ہوا ہو گا، تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 2545)

[2] لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ! قَبْلِيْ، لِأُبَشِّرَهُمَا بِنَفْسِيْ فَيَبْلُغُهُمَا السُّرُوْرُ مِنِّيْ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 6060)

حیدرِ کرّار کا افضلیتِ یارِ غار رضی اللہ عنہما کو قطعی قرار دینا

دینی اُمور میں سے کچھ "ظنّی" ہیں، یعنی اُن کے دلائل ہم تک پہنچنے میں زیادہ پختہ نہیں ہیں، اگر کوئی شخص اُن کا انکار کرے تو اُسے گمراہ اور سخت مجرم قرار نہیں دیا جائے گا... جب کہ کئی اُمور ایسے پختہ دلائل سے ثابت ہیں کہ اُن کا انکار کرنے والا شخص گمراہ اور سخت گناہ گار قرار پاتا ہے، ایسے مسائل کو "قطعی" کہا جاتا ہے۔

یارِ غار ومزار سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت "قطعی" ہے اور ضروریاتِ اہلِ سنت سے ہے۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ کو انبیائے کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ماننا ایسا مسئلہ ہے جس پر قرآن وسنّت کے واضح دلائل موجود ہیں اور اِس کے انکار کی گنجائش نہیں۔ اگر کوئی شخص اِس کا انکار کرتا ہے اور سیدنا علی کرّم اللہ تعالی وجہہٗ یا کسی بھی غیر نبی کو آپ سے افضل مانتا ہے تو وہ گمراہ اور سخت مجرم ہے۔
(ملاحظہ کیجیے: مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين، بابِ اوّل، فصلِ اول، ص:134 تا 156، مکتبہ بہارِ شریعت)

یارِ غار ومزار رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو جلیل القدر اکابر علمانے تو قطعی قرار دیا ہی ہے، خود حیدرِ کرّار کرّم اللہ تعالی وجہہٗ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک بھی یہ مسئلہ قطعی ہے۔

مولی المسلمین کرّم اللہ وجہہٗ نے فرمایا: بَلَغَنِيْ أَنَّ أُنَاسًا يُفَضِّلُوْنِيْ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، لَا يُفَضِّلُنِيْ أَحَدٌ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُّهُ حَدَّ الْمُفْتَرِيْ. مجھے خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر سے افضل کہتے ہیں، جو شخص مجھے صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم سے افضل قرار دے مَیں اُس پر الزام تراشی کرنے والے کی حد جاری کروں گا (اسّی (80) کوڑے ماروں گا)۔
("فضائل الصحابة" للإمام أحمد، ج:1، ص:294، رقم: 387. "السنة" لابن أبي عاصم، ج: 2، ص: 575، رقم: 1219. "المؤتلف والمختلف" للدارقطني، ج:2، ص:807، دار الغرب الإسلامي. "الاعتقاد" للبيهقي، ص:358. إسناده صحيح)

شریعت کا اُصول ہے کہ جُرم کے ثبوت میں کسی بھی طرح کا شُبہ / شک پیدا ہو جائے تو شرعی حد جاری نہیں ہوتی، سزا میں نرمی ہو جاتی ہے۔ اگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل ماننا ضروری نہ ہوتا اور یہ مسئلہ ظنّی ہوتا تو حیدرِ کرّار کرّم اللہ تعالی وجہہٗ اِس کا انکار کرنے والے پر حد جاری کرنے کی دھمکی ارشاد نہ فرماتے۔ پھر کسی بھی صحابی یا تابعی نے آپ کو اِس دھمکی سے نہیں روکا، معلوم ہوا کہ سبھی اِسے قطعی سمجھتے تھے۔ (دیکھیے: فتاوی رضویہ، ج:28، ص:673 تا 675) یہ بات بھی واضح ہے کہ آپ کا یہ ارشاد بطورِ عاجزی نہیں ہے؛ کیونکہ بطورِ عاجزی حد جاری نہیں ہوتی، یہ دھمکی ایک عقیدہ سکھانے کے لیے ہے۔

یاد رہے کہ مختلف صحابہ کرام کو ربِّ کریم نے مختلف خصوصیات سے نوازا ہے، یہ خصوصیات اُن کی جُزوی فضیلتیں ہیں۔ ایسے ہی مولی المسلمین رضی اللہ عنہ کو بھی کئی "جزوی فضیلتیں" حاصل ہیں، مگر اُن کا ذکر کرتے ہوئے کہا جائے گا کہ فلاں وصف میں حیدرِ کرّار کو زیادہ فضیلت ہے۔ کسی وصف وقید کے بغیر مطلقاً "افضل" کا لفظ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے ہی بولا جائے گا؛ "کلی فضیلت" آپ ہی کا خاصہ ہے۔

حرفِ آخر... مدارسِ بل پر حکومتی ہلبل

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے سیدنا عبد اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بار گاہ اور اپنے محبوب ﷺ کی درگاہ میں بے مثال قُرب سے نوازا ہے۔ دربارِ مصطفوی میں آپ کی مقبولیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضورِ الٰہی میں آپ کا مقام کتنا اُونچا ہے!

کسی شخص نے شہزادۂ امام حسین سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہو کر پوچھا: مَاكَانَ مَنْزِلَةُ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کیا مقام حاصل تھا؟ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بہت مختصر اور خوب صورت جواب عنایت کیا، فرمایا: كَمَنْزِلَتِهِمَا السَّاعَةَ۔ یعنی ”جاکر سنہری جالیوں کی زیارت کرلو! جیسے آج بے مثال قرب سے سرفراز ہیں، ظاہری حیاتِ طیّبہ میں بھی اِسی طرح منظورِ نظر تھے۔“ (مسند احمد، ج:27، ص:264، حدیث:16709)

بعض بدنصیب خود کو سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کا محبّ قرار دے کر رُتبۂ صدیقی کا انکار کرتے ہیں یا اُسے کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کے خطبہ میں حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- ❖ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد یارِ غار و مزار رضی اللہ عنہ تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں۔ یہ عقیدہ قطعی / ضروریاتِ اہلِ سنت سے ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت کسی بھی غیرِ نبی کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھنے والا گمراہ ہے۔
- ❖ جُزوی فضیلتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت کئی صحابہ کو حاصل ہیں، مگر کلی فضیلت خلیفۂ اوّل بلا فصل رضی اللہ عنہ کا ہی خاصہ ہے۔
- ❖ خیر و بھلائی کے کاموں میں تاج دارِ صداقت رضی اللہ عنہ سبّاق ہیں اور ہمیشہ تمام صحابہ سے پیش پیش ہوتے تھے۔
- ❖ ایک لمحہ کے لیے بھی آپ کا دامن کفر کی نجاست سے آلودہ نہیں ہوا، آپ عالمِ ارواح سے ہمیشہ تک کے لیے توحید پرست و مومن ہیں۔
- ❖ جنت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے پہلے آپ ہی داخل ہوں گے اور جنّتی اُمتیوں کے سردار ہوں گے۔

گفتگو کے آخر میں ایک اور اہم بات کا تذکرہ ضروری ہے۔ تاریخ سے آگاہی رکھنے والا ہر شخص جانتا کہ برِّصغیر میں اسلام کی ترویج و اشاعت اور اسلامی اقدار کے فروغ و بقا کے لیے دینی مدارس کی بے پناہ خدمات ہیں۔ مصوّرِ پاکستان اقبال علیہ الرحمہ نے مدارس کی مخالفت کرنے والوں سے کہا تھا کہ اگر یہ مدارِس نہ رہے تو خطے میں مذہبی معاملات کی وہی صورتِ حال ہوگی جو اِس وقت سپین میں ہے اور یہاں اسلامی تہذیب کا نام و نشان نظر نہیں آئے گا۔ (اوراقِ گم گشتہ، از رحیم بخش شاہین، صفحہ:374، 375، مرکزی مکتبہ اسلامی، ملخصًا)

دینی مدارس کا معیارِ تعلیم اِس قدر بلند ہے کہ پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کا اِدارہ H.E.C. (ہائر ایجوکیشن کمیشن) سُنّی اداروں کی تنظیم ”تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان“ اور دیگر منظور شدہ بورڈز سے جاری ہونے والی سند کو ایم۔ اے۔ عربی + ایم۔ اے۔ اسلامیات (ڈبل ایم۔ اے) کے برابر تسلیم بھی کرتا ہے اور برابر ہونے کا (مُعادَلہ) سرٹیفکیٹ بھی جاری کرتا ہے۔

سکھوں اور انگریزوں نے اپنے اپنے اَدوار میں دینی مدارس کو بند کرنے یا اِنھیں اپنی مرضی کے مطابق کنٹرول کرنے کے لیے سرتوڑ کوششیں کیں، مگر ہر دَور میں علمانے نہ صرف دینی مدارس کو باقی رکھا، بلکہ اِن کی آزادی کا بھی تحفّظ کیا۔

بیرونی قوّتوں کے اشارے پر مختلف اوقات میں پاکستانی حکمران بھی دینی مدارس کو کنٹرول کرنے اور اُنھیں اپنے ماتحت کرنے کے لیے اُلٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ اِس وقت بھی حکومت کی طرف سے دینی مدارس کی رجسٹریشن اور اُن کے بینک اکاؤنٹس سے متعلق بے جا رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں۔

پرویز مشرّف نے اپنے دَور میں پاکستان کی قومی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر اسمبلی سے یہ ایکٹ پاس کروایا تھا کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن سوسائٹیز ایکٹ کے تحت ہوگی۔ حالیہ چھبیسویں آئینی ترمیم میں بھی یہ بل پارلیمنٹ اور سینٹ سے منظور ہوا، پھر دس روز تک ایوانِ صدر سے اِس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا اور آئینی طور پر صدر کی طرف سے کسی بل پر دس دن میں اعتراض نہ کیا جائے تو وہ خود بخود قانون بن جاتا ہے؛ لٰہذا یہ بل اب ایکٹ بن چکا ہے، مگر بلاوجہ اِس حوالے سے رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں۔

تمام مسالک کے مدارس کی مشترکہ تنظیم "اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ" کے سیکرٹری جنرل مفتیِٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن دامت برکاتہٗ نے مشترکہ اجلاس کے بعد تمام مسالک کی طرف سے متفقہ طور پر یہ مطالبہ کیا کہ اب بل ایکٹ بن چکا ہے؛ لٰہذا فوری طور پر اِس کا گزٹ نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اور دینی مدارس کے راستے میں روڑے نہ اٹکائے جائیں۔

مفتیِٔ اعظم پاکستان اور دیگر علما کا یہ مطالبہ حق بجانب ہے، حکومت کو چاہیے کہ اِسے فوری طور پر پورا کرے؛ تاکہ ملک میں کسی قسم کا انتشار پیدا نہ ہو۔

شرعی مسئلہ: سرورِ عالَم ﷺ اور آپ کے وسیلہ سے اپنے فوت شدگان کو اعمالِ صالحہ کا ثواب بھیجنا / ایصال کرنا بہت اچھا عمل ہے اور یہ ثواب رحمتِ الٰہی سے فوت شدگان کو پہنچتا ہے۔

بعض لوگ ایصالِ ثواب کے شروع میں کہتے ہیں: "اے اللہ! اِن تمام اعمال کا ثواب تیری بارگاہ میں پیش کیا، اِسے قبول فرما!" یہ جملہ جہالت ہے اور بارگاہِ ربّ العزت کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی تو ثواب عطا فرماتا ہے، پھر اُسے پیش کرنے کا کیا مطلب! یوں کہنا چاہیے: "اے اللہ! ہمارے تمام اچھے اعمال کو قبول فرما کر اُن پر اپنی شان کے مطابق اجر و ثواب عطا فرما اور وہ سب ہمارے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا!...."[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی رضویہ، ج:26، ص:609

اللہ تعالیٰ افضل البشر بعد الانبیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں ہمیں دُنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

مالکِ کریم دینی مدارس کی رونقیں تا صبحِ قیامت باقی رکھے اور دین کے اِن مراکز کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنائے، ربّ تعالیٰ حکمرانوں کو دینی مدارس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بجائے اِن کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اِن کی سرپرستی کرنے کی توفیق سے نوازے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!